قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 12 فروری 2021ء | 29 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 37

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۱۱﴾ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۲﴾ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَ یُدۡخِلۡکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۳﴾

(الصف: 11 تا 13)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا مَیں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی۔ تم جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے رستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

جماعت کی انتظامیہ کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ تمام کمزوروں اور نئے آنے والوں کو بھی مالی قربانی کی اہمیت سے آگاہ کرے، ان پہ واضح کرے کہ کیا اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ان کو آگاہی کرائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بارے میں جو ارشادات ہیں ان سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اگر نہیں کرتے تو پھر میرے نزدیک انتظامیہ بھی ذمہ دار ہے کہ وہ ان لوگوں کو نیکیوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول سے محروم کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا اس جہاد سے پھر نفس کے جہاد کی بھی عادت پڑے گی، اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی، عبادتوں کی بھی عادت پڑے گی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز عید پڑھائی آپ کھڑے ہوئے اور نماز کا آغاز کیا اور پھر لوگوں سے خطاب کیا۔ جب فارغ ہو گئے تو آپ منبر سے اترے اور عورتوں میں تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت حضرت بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے تھے اور حضرت بلالؓ نے کپڑا پھیلایا ہوا تھا جس میں عورتیں صدقات ڈالتی جا رہی تھیں۔

(بخاری کتاب العیدین باب موعظۃ الامام النساء یوم العید حدیث نمبر 978)

تو یہ تھیں اس زمانے کی عورتوں کی مثالیں۔ اس زمانے میں بھی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بقیہ صفحہ 7 پر

اس شمارہ میں

- خدا کی عطا کردہ نعمت خلافت (منظوم)
- دبستانِ حیات
- گنتی کے چند دن اور امتحانی پرچے
- یاد رفتگاں

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

”طَلۡحَۃُ الۡفَیَّاض“

غزوۂ ذی قرد کے موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک چشمے پر سے ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپؐ کو بتایا گیا کہ اس کنویں کا نام بِیۡسَان ہے اور یہ نمکین ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اس کا نام نُعۡمَان ہے اور یہ میٹھا اور پاک ہے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے اس کو خرید ا اور وقف کر دیا۔ اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔ جب حضرت طلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ بتایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا طلحہ! تم تو بڑے فیاض ہو۔ پس ان کو 'طلحہ فیاض' کے نام سے پکارا جانے لگا۔ موسیٰ بن طلحہ اپنے والد طلحہؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن حضرت طلحہ کا نام طَلۡحَۃُ الۡخَیۡر رکھا۔ غزوۂ تبوک اور غزوۂ ذی قرد کے موقعے پر طَلۡحَۃُ الۡفَیَّاض رکھا اور غزوۂ حنین کے روز طَلۡحَۃُ الۡجُوۡد رکھا۔ اس کا مطلب بھی فیاضی ہے، سخاوت ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 478 باب یذکر فیہ صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم الباطنۃ۔۔۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء 3 صفحہ 85 طلحہ بن عبید اللہ قریشی دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

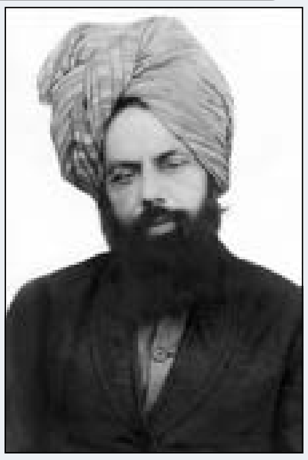

”میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام دین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی جو شاید تین آنے یا چار آنے روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندے میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہو گا مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا“۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313-314)

”میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدا تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے۔ اور میں پھر جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم و برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں“۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

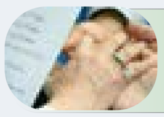

دربارِ خلافت

جمعہ کے بابرکت دن کا فیض اور اس دن میں خوف کا پہلو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

جمعہ کا دن جہاں بابرکت ہے وہاں ابنِ آدم کے لئے اس دن میں خوف کا پہلو بھی ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس دن کی پانچ خصوصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت آدم کو پیدا کیا، اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر اتارا۔ اُس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو وفات دی اور اس دن میں ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ اس میں بندہ حرام چیز کے علاوہ جو بھی اللہ سے مانگے تو وہ اسے عطا کرتا ہے اور اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ مقرب فرشتے، آسمان اور زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر اس دن سے خوف کھاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر 1084)

پس اس دن کا فیض پانے کے لئے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے گزارنے کی ضرورت ہے۔ اس دن جہاں نیک اعمال کرنے والوں کے جنت میں جانے کے سامان ہیں تو شیطان کے بھرّے میں آکر غلط کام کرکے، غلط عمل کرکے جنت سے نکلنے کی بھی خبر ہے۔ اور پھر ہم جو اس زمانے کے آدم کے ماننے والے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خدا تعالیٰ نے آدم کہہ کر مخاطب فرمایا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ اور سلطان بنایا ہے۔ پس اس آدم کے ذریعہ اب دنیا میں بھی جنت قائم ہونی ہے جس نے اخروی جنت کے بھی سامان کرنے ہیں۔ جب آپ کے ذریعہ نئی زمین اور نیا آسمان بننا ہے تو وہ کوئی مادّی زمین اور مادّی آسمان تو نہیں بننا بلکہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلامِ صادق کے ذریعے اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والے پیدا ہوں گے جو خدا کی رضا کے حصول کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں گے۔ دنیا میں روحانی نظام کے قیام کے لئے نئی زمین اور نئے آسمان بنانے کی کوشش کریں گے۔ قربانیوں کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوں گے۔ اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہوں گے اور اعمالِ صالحہ میں اضافہ کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ان کے پیشِ نظر ہوگا۔ پس اگر تو ہم نے اس زمانے کے امام کے ساتھ کئے گئے خدا تعالیٰ کے وعدوں سے فیض پانا ہے اور دونوں جہان کی نعمتوں سے حصہ لینا ہے تو ایسے اعمال کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے چھوٹے سے چھوٹے حکم سے لے کر ہر بڑے حکم پر اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اس ترقی کا حصہ بن جائیں جو آپؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمائی ہے۔ اُن خوشخبریوں کا حصہ بن جائیں جو ہمارے قربانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔

پس ہمیں صرف اس بات پر ہی تسلی نہیں پکڑنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں تجھے فتوحات دوں گا، یہ تو ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً ہوگا لیکن ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ (حٰم السجدۃ:9)۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور اس کے مطابق نیک عمل بھی کئے اُن کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ پس ایمان لاکر پھر نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’میں اپنی جماعت کو مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی، خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جاسکتی ہے تو وہ یہی اعمالِ صالحہ ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 14۔ مطبوعہ ربوہ)

پس ایمان لانے کے بعد عملِ صالح انتہائی ضروری ہے۔ اور عملِ صالح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا۔ پھر جو اجر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق نہ ختم ہونے والے اجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعمالِ صالحہ کی اہمیت ایک جگہ اس طرح بیان فرمائی ہے کہ وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡہَا مِنۡ ثَمَرَۃٍ رِّزۡقًا ۙ قَالُوۡا ہٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاُتُوۡا بِہٖ مُتَشَابِہًا ؕ وَلَہُمۡ فِیۡہَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَہَّرَۃٌ ٭ۙ وَّہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (البقرۃ:26) اور خوشخبری دے دے ان لوگوں کو، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے کہ اُن کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ جب وہ ان باغات میں سے کوئی پھل بطور رزق دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کے پاس محض اس سے ملتا جلتا رزق لایا گیا تھا۔ اور ان کے لئے اُن باغات میں پاک بنائے ہوئے جوڑے ہوں گے اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ 31؍ دسمبر 2010ء)

خدا کی عطا کردہ نعمت خلافت

خدا کی عطا کردہ نعمت خلافت
ہے ایمان والوں کی دولت خلافت
نبوت کی زندہ صداقت خلافت
خدا کی طرف سے امانت خلافت
نبوت خدا کی مکمل ہدایت
ہدایت کی کامل اِشاعت خلافت
خلافت نبوت کا اک تکملہ ہے
خلافت نبوت، نبوت خلافت
نہیں ہوتے معزول ہرگز خلیفے
کہ رکھتی ہے اک خاص نصرت خلافت
نہیں چھین سکتا خلیفہ سے کوئی
خدا کا عطیہ ہے خلعت خلافت
ہراساں دلوں کی تسلّی کا موجب
سراپا تشفّی سکینت خلافت
غمِ رحلتِ انبیا کا مداوا
پریشان روحوں کی راحت خلافت
ہے بندوں پہ گر انتخابِ خلافت
حقیقت میں ہے دستِ قدرت خلافت
تصرف خدا کا جھکاتا ہے سب کو
ہے گویا خدا کی مشیت خلافت
سراجِ نبوت جو ہوتا ہے اوجھل
تو آتی ہے پھر حسبِ سنت خلافت
تقرب الی اللہ کا واحد ذریعہ
ہے صدق و وفا کی علامت خلافت
خلافت ہے دینِ متیں کی محافظ
ہے امن و سکوں کی ضمانت خلافت
خلافت سے ہوتی ہے تنظیم قائم
یہی ہے نبی کی نیابت خلافت
کیا سورۂ نور میں حق نے وعدہ
کہ پائے گی یہ خیرِ امت خلافت
خلافت ہے اثباتِ مرکز کا باعث
خدا کی جماعت کی طاقت خلافت
خلافت کا انکار کرتا ہے فاسق
سمجھتا ہے وہ بے حقیقت خلافت
کرو صدقِ دل سے اِطاعت ہمیشہ
خدا کی ہے لاریب رحمت خلافت
ہمیں ناز ہے اس غلامی پہ ہر دم
ملی دائمی ایک نعمت خلافت
مشرف بہ بیعت ہوئے شاد ہم بھی
کہ ہے موجبِ صد سعادت خلافت

(شعری مجموعہ- بہارِ جاوداں صفحہ 93،94)

منور احمد خورشید۔ واقفِ زندگی

دبستانِ حیات

قسط سوم

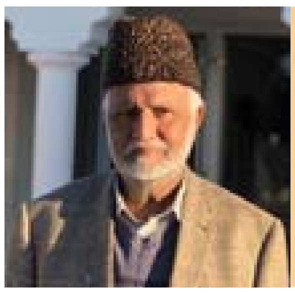

پہلی تقرری بطور مربی سلسلہ

جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ہمیں مختلف دفاتر میں جانے کا اتفاق ہوا جس کے بعد ہمیں نظارتِ اصلاح ارشاد مقامی میں بھیج دیا گیا۔ وہاں مکرم احمد خان نسیم صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی تھے۔ ان کے ساتھ بطورِ نائب ناظر مکرم نورالحق انور صاحب خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ جنہوں نے میری پہلی تقرری سیالکوٹ ضلع کے ایک قصبہ قلعہ کالروالا میں کی۔

ارضِ سیالکوٹ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک عرصہ تک سیالکوٹ میں الٰہی منشا کے تحت ملازمت کرنے کا موقع ملا۔ جب آپ علیہ السلام نے اعلان مہدویت فرمایا۔ تب اسی علاقہ سے ایک بڑی تعداد کو آپ کی بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کیونکہ ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کے وجودِ باجود اور اخلاق عالیہ کو بہت قریب سے مشاہدہ کیا تھا جس کی وجہ سے انہیں قبول حق میں آسانی ہوگئی۔ یاد رہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیالکوٹ کو اپنا وطنِ ثانی قرار دیا ہے۔

سیالکوٹ ضلع میں مربیان

جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جملہ مربیان کی تقرری اصلاح وارشاد مقامی میں ہوتی ہے۔ مقامی اصلاح وارشاد کے ماتحت ربوہ کے قریبی اضلاع سرگودھا، فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ ہوا کرتے تھے۔ خاکسار کی تقرری بطورِ مربی، قلعہ کالروالا میں ہوئی۔ یہ قصبہ ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پسرور میں واقع ہے۔

اس دور میں مربی ضلع سیالکوٹ مکرم عزیزالرحمان صاحب منگلا ہوا کرتے تھے۔ جو ایک معروف عالمِ دین تھے۔ ان کے ہمراہ مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب نارووال کے علاقہ میں تھے۔ بعد ازاں ہماری کلاس میں سے مکرم عبدالرشید یحیٰ صاحب کی تقرری ڈسکہ میں ہوئی جبکہ مکرم لئیق احمد منیر صاحب کی تقرری ایک گاؤں بن باجوہ اور بعد میں گھٹیالیاں میں کر دی گئی۔

قلعہ کالروالا

قلعہ کالروالا اپنے علاقہ میں ایک خاصا بڑا تجارتی مرکز ہے۔ یہاں ماشاء اللہ ایک بڑی فعال جماعت ہے۔ ان دنوں مکرم سیٹھ محمد امین صاحب یہاں صدر جماعت تھے۔ دیگر اہم شخصیات میں رانا منظور احمد صاحب، ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب، شیخ فتح محمد صاحب، شیخ طفیل احمد صاحب، چوہدری محمد صادق صاحب، رانا شبیر احمد صاحب، چوہدری نصیر احمد صاحب نمبردار، چوہدری بشیر اللہ صاحب، چوہدری عزیز اللہ صاحب، رانا وسیم احمد صاحب اور دیگر دوست ہیں جن کے اسماء گرامی اب ذہنِ ناتواں میں مستحضر نہیں ہیں۔ مسافت کے اعتبار سے بھی قلعہ کالروالا کا علاقہ قادیان سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اس لئے ابتدائی دور میں بیشتر لوگ پیدل ہی قادیان چلے جایا کرتے تھے۔ قلعہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر داتازید کا، کا تاریخی گاؤں ہے۔ جو حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی والدہ محترمہ کا مولد ہے۔ چوہدری صاحب اکثر یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس حلقہ کے امیر مکرم چوہدری سرظفراللہ صاحب کے ماموں زاد بھائی چوہدری بشیر احمد صاحب تھے۔

داتازید کا سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جماعت احمدیہ گھٹیالیاں ہے۔ جو اس علاقہ کی بڑی معروف جماعت ہے۔ یہاں پر کسی زمانہ میں جماعت احمدیہ کا مدرسہ اور کالج ہوا کرتا تھا۔

اس حلقہ میں چند معروف جماعتیں

میرے حلقہ میں بہت ساری جماعتیں تھیں جن میں سے چند ایک کے نام پیش خدمت ہیں۔ مالوکے بھگت، کوٹ آغا، گھنوکے ججہ، اوجلا ججہ، پڑھال، داتا زیدکا، گھٹیالیاں، چندر کے منگولے، میانوالیا اور خانانوالی وغیرہ۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات پر احمدی احباب تھے۔ جن کے نام اب یاد نہیں ہیں۔ اس کے بعد بدوملہی اور نارووال کے حلقوں میں بھی کافی بڑی اور فعال جماعتیں تھیں۔ پاکستان بھر میں یہ ایسا علاقہ ہے جہاں جماعتیں عددی اور دنیاوی لحاظ سے خاصی مضبوط اور بااثر ہیں۔

قوتِ برداشت اور مذہبی رواداری

اس دور میں صبروتحمل، برداشت اور شرافت کسی حد تک زندہ تھی۔ لوگ باوجود عقیدہ کے اختلاف کے بھی ایک دوسرے کی غمی، خوشی میں شریک ہوتے تھے۔ قلعہ کالروالا جماعت میں ایک معلم مکرم محمد شریف صاحب ہوتے تھے۔ بہت ہی شریف النفس دوست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لحنِ داؤدی سے نوازا ہوا تھا۔ جب وہ اذان دیا کرتے تھے۔ تو ان کی آواز دور دور تک سنائی دیتی تھی۔ نمازِ فجر کے بعد لاؤڈ سپیکر پر درس دیتے، جسے احمدی اور غیراحمدی اپنے اپنے کھیتوں میں کام کے دوران بھی سنتے تھے اور اکثر اس کی تعریف بھی کرتے۔

جہاں پھول وہاں کانٹا

ہر قوم وملک میں جہاں اچھے اخلاق کے لوگ ہوتے ہیں۔ وہاں بعض ناسور بھی ہوتے ہیں۔ جن کے تعفن سے سارا ماحول بدبودار ہوجاتا ہے۔

مالوکے کے قریب ایک گاؤں میں ایک دوست محمد شریف نامی رہتے تھے۔ بڑے مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ اپنے گاؤں میں اکیلے ہی احمدی تھے۔ ان کے گاؤں میں بعض لوگ انہیں بہت تنگ کرتے۔ یہ اکیلے ہی ان کا مقابلہ کرتے۔ بات چیت ہوتی رہتی۔ چونکہ مخالفین کے پاس نہ تو علم ہوتا ہے اور نہ دلیل۔ آخر میں وہ اوچھے ہتھیاروں پر آجاتے ہیں۔ ایک روز ان کے گاؤں والوں نے انہیں کہا۔ اب ہم اپنے حق وباطل کا فیصلہ کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ایک بڑا کڑاہ (وہ بڑا سا برتن جس میں گُڑ بناتے ہیں) لیتے ہیں۔ اس میں تیل ڈال کر، کھولا کر اسمیں فریقین کود جائیں گے۔ جو حق پر ہوگا۔ اس کی صداقت ظاہر ہوجائے گی۔ جو ہلاک ہوجائے گا اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہوجائے گا۔ احمدی دوست اس پر تیار ہوگئے۔ لیکن بعد میں انہیں سمجھایا گیا کہ یہ دشمنوں کا ایک خطرناک پلان ہے۔ کیونکہ ان کا پروگرام یہ تھا کہ وہ خود تو اس میں نہیں کودیں گے، صرف آپ کو اس میں پھینک دیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمادی۔

ایسے کی تیسی

ایک احمدی نوجوان جو سیالکوٹ کالج میں زیرتعلیم تھے۔ سب کو علم تھا کہ وہ احمدی ہیں۔ اس لئے باقی طلبہ جماعتی لحاظ سے مختلف اعتراضات کرتے رہتے۔ خاص طور پر مسئلہ وفاتِ مسیح پر بحث ہوتی۔ جب احمدی دوست انہیں دلائل میں لاجواب کردیتا تو آخر میں وہ کہہ دیتے۔ کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اب احمدی کہتا ہاں قادر ہے۔ وہ کہتے، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے گیا۔

یہ اب ان کا روزمرّہ کا طریق بن گیا۔ ہمیشہ اسی نقطہ پر بحث بند ہوجاتی۔ ایک دن نوجوان کالج گیا۔ پھر وہی بحث شروع ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا۔ کیا تم خدا کو قادر نہیں مانتے۔ احمدی نوجوان نے کہا۔ میں اللہ کو ہر چیز پر قادر نہیں مانتا۔ اس پر انہوں نے شور ڈال دیا۔ دیکھو یہ کافر ہے جو خدا کو قادر نہیں مانتا۔ اس پر احمدی طالبعلم نے کہا۔ پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ پھر جو چاہے فیصلہ کرلینا۔ احمدی نے کہا۔ میرے خیال میں، خدا ہر چیز پر قادر نہیں ہے۔ آپ بتائیں، کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے کہنے لگے نہیں۔ احمدی نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ بچہ پیدا کرسکتا ہے۔ اب ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اس پر احمدی نے کہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق ہر چیز پر قادر ہے۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر نہیں جاسکتے کیونکہ یہ اس کی سنت کے خلاف ہے۔

ایک یادگار وقارِ عمل

قلعہ کالروالا سے تھوڑے فاصلے پر مالوکے گاؤں کے قریب ایک نہر بہتی ہے۔ وہاں سے ایک کچی سڑک قلعہ کو آتی ہے۔ بارشوں

کا موسم تھا۔سیلاب کے پانی کیوجہ سے وہ سڑک بہہ گئی جس کی وجہ سے وہاں سے گزرنا بہت ہی مشکل ہوگیا۔ ایک روز، میں قلعہ کے بس سٹاپ کی جانب جارہا تھا۔راستہ میں ایک غیراز جماعت دوست کی فارمیسی تھی۔یہ ایک سیاسی اور سماجی کارکن تھے۔میرا بڑا احترام کرتے تھے۔ میں ان کی فارمیسی کے سامنے سے گزرا۔انہوں نے جب مجھے دیکھا ۔ مجھے آواز دی۔مربّی صاحب۔ ذرا ادھر تشریف لائیں۔میں ان کے پاس گیا۔ کہنے لگے مربّی صاحب میں ربوہ میں آپ کے خلاف شکایت کرنے والا ہوں۔میں نے عرض کی بڑے شوق سے،لیکن مجھے بتا تو دیں،مسئلہ کیا ہے؟کہنے لگے آپ دیکھتے نہیں کہ نہروالی سڑک ٹوٹ چکی ہے۔عوام کو آنے جانے میں بہت تکلیف ہورہی ہے۔خاص طور پرعورتوں کو وہاں سے گزرنے میں بہت مشکل پیش آرہی ہے۔آپ کواس بات کا کوئی خیال ہی نہیں ہے۔میں ان کا مقصد سمجھ گیا۔ میں نے کہا آپ فکر نہ کریں،چند دن میں یہ کام ہوجائے گا۔میں نے خدام کے ذریعہ سے قریبی سب جماعتوں کو ایک پُرزور تحریک کی کہ سب خدام،انصاراور اطفال فلاں دن اس جگہ پر وقارِعمل کے لئے کارِخیر میں شریک ہوں۔حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فدائی جماعت نے تَعَاوَنُوْاعَلَی الْبِرِّوَالتَّقْوٰی کا ایسا شاندارمظاہرہ کیا کہ انسانی عقل حیران ہوجاتی ہے۔سینکڑوں احمدی اپنے سازوسامان کے ساتھ تشریف لے آئے۔ بڑی محنت اورجانفشانی کے ساتھ پورے دن کی محنت سے اس رستہ کو چلنے کے قابل بنادیا۔ فجزاھم اللہ

میرے محسن میزبان

جب میں قلعہ کالروالا میں پہنچا۔ان دنوں میری شادی نہیں ہوئی تھی۔مسجد میں ایک جماعتی کوارٹر تھا جس میں مکرم معلّم صاحب کی فیملی رہائش پذیرتھی۔ مجھے مسجد کی بالائی منزل پر لجنہ ہال میں رہنے کا ارشاد ہوا۔اب کچن نہ ہونے کی وجہ سے کھانے کا مسئلہ تھامقامی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ میں باری باری احبابِ جماعت کے ہاں کھانا کھایا کروں میں نے کہا یہ تو میرے لئے ممکن نہیں ہے۔آپ فکر نہ کریں۔میں بازار سے کھالیا کرونگا۔اس پرکافی بحث ہوئی مختلف احباب نے یہ پیشکش کی کہ میں ان کے ہاں جاکر کھانا کھالیا کروں۔لیکن دل نہیں مانتا تھا۔بالآخر ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب نے بڑا اصرار کیا۔ان کے بیٹوں کے ساتھ کچھ اچھے مراسم بن گئے تھے۔انہوں نے بھی کہا۔اس طرح میرے کھانے کا انتظام مکرم ڈاکٹر صاحب کے ہاں ہوگیا۔ان کی اہلیہ محترمہ خالہ محمودہ بیگم صاحبہ نے ایک ماں کی طرح میری ضروریات کا خیال رکھا۔کیا فرشتہ سیرت بزرگ تھے۔اللہ تعالیٰ انہیں اجرِعظیم سے نوازے۔آمین

اس مقام پرتقریباً ایک سال تک خدمت کی توفیق ملی۔احباب جماعت کے ساتھ تعاون اورمحبت کا ایک مثالی رشتہ بن گیا۔ پینتالیس سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی میرے دل میں ان کی محبت موجزن ہے۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَھُمْ۔اَلْحَمْدُلِلّٰہ

کھاریاں کی چند دلچسپ یادیں

تعارف کھاریاں

سیالکوٹ سے میرا تبادلہ اصلاح وارشاد مرکزیہ کے تحت کھاریاں نامی جماعت میں ہوگیا۔کھاریاں ضلع گجرات کی ایک تحصیل ہے۔اس دور میں گجرات کی تین تحصیلیں ہوتی تھیں۔ گجرات،منڈی بہاؤالدین اورکھاریاں۔ بعد میں سیاسی اورانتظامی ضروریات کے تحت منڈی بہاؤالدین کو بھی ضلع کادرجہ دے دیا گیا۔یہ ایک تاریخی شہر ہے۔کیونکہ یہ ملک کے اس حصہ میں پہاڑی اورمیدانی علاقوں کا سنگم ہے۔اس لئے جتنے بھی حملہ آور افغانستان،ایران اوردیگراطراف کی جانب سے ادھر آئے ہیں۔وہ تازہ دم ہونے کے لئے یہاں ہی پڑاؤ ڈالا کرتے تھے۔جن کے آثار آج بھی ان کی یہاں آمد کی گواہی دیتے ہیں۔کھاریاں جی ٹی روڈ پرواقع ہے۔اس شہر کی وجہ شہرت آج کل اس کی مالی فراخی ہے۔کیونکہ اس علاقہ کے بیشترلوگ بیرونِ پاکستان حصولِ روزگار کے سلسلہ میں گئے ہوئے ہیں۔اس شہر کوبعض لوگ مِنی ناروے بھی کہتے ہیں۔کھاریاں شہر کے قریب پاکستان کی ایک معروف فوجی چھاؤنی ہے۔کسی دور میں یہاں کے اکثرلوگ فوج میں ملازم ہوتے تھے جس کی وجہ سے ہر گھر میں کوئی نہ کوئی فرد فوجی ہوتا تھا۔

افتخار کالونی

کھاریاں کینٹ میں ایک ایریا کا نام افتخار کالونی بھی ہے۔یہ نام معروف احمدی جرنیل افتخارجنجوعہ صاحب کے نام پر دیا گیا ہے۔یہ وہ عظیم جرنیل ہیں جنہیں انیس سو اکہتر کی پاک وہند کی جنگ میں چھمب جوڑیاں بارڈر پر وطن عزیز کی خاطراپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت ملی تھی۔

کھاریاں میں احمدیت کا نفوذ

کھاریاں شہرمیں ابتدائی احمدیوں میں سے اوّل الذکرحضرت مولوی فضل دین صاحب کا نام آتا ہے۔انہیں ابتدائی صحابہ کرام میں سے ہونے کااعزاز حاصل ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے دورِمبارک میں انہیں قادیان میں کئی نمایاں خدمات کی بھی توفیق ملی ہے۔اس شہرمیں اوربھی کئی بزرگوں کوصحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کرم دین کے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لائے ۔ یہی وہ مبارک سفر ہے جس میں اس علاقہ کے اکثریت کواحمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ کھاریاں کے مضافات میں بہت سی جماعتیں ہیں۔جن کا قیام بھی سفرجہلم کا ہی ثمر ہے۔

خطرناک بوٹی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک خطبہ میں جماعت احمدیہ کی مثال کچھ یوں بیان فرمائی،کہ زمیندار ایک پودا (بوٹی) کو اپنی کھیتی کے لئے نقصان دہ جانتے ہوئے اکھاڑکر باہر پھینک دیتا ہے۔لیکن وہی بُوٹی ہواکے دوش پرسوار ہوکر جہاں جہاں گرتی ہے وہاں ہی اس کے بیج ایک نئی نسل کو جنم دے کرپھر زمین میں لہلہاتے ہیں۔مقدمہ جہلم میں دشمنانِ حق نے شجرِاسلام کی بیخ کُنی کی ایک مذموم کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے برعکس اس علاقہ میں سینکڑوں نئے مستحکم پودے لگادئے۔ہماراایمانِ محکم ہے کہ جماعتِ احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہے۔جس کو خدا نے اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے۔اوراس کی نشونمااورآبیاری اورحفاظت کو بھی اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ نادان دشمنِ احمدیت ہمیشہ سے ہی اسے جڑسے اکھاڑ پھینکنے کی کوششوں میں سردھڑ کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔لیکن اس کے بیج جہاں جہاں گرتے ہیں لہلہاتے کھیت بن جاتے ہیں۔

کھاریاں شہرمیں احمدی احباب دنیاوی لحاظ سے خاصے باثر ہیں۔کیونکہ اس شہر کے مضافات میں بیشترزرعی رقبہ احمدیوں کا ہی ہے جو اب شہری حدود میں آجانے کی وجہ سے بہت ہی قیمتی ہوچکا ہے۔کھاریاں کے ایک محلہ کا نام بھی محلہ احمدیہ مشہور تھا۔ یہاں پر جماعتِ احمدیہ کا ایک ہائی سکول بھی تھا جس کا نام تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا۔بھٹو صاحب کے دورِاستبداد میں جماعت سے لے لیا گیا تھا۔۔

چند متفرق واقعات

سبق آموز۔ میں ان کا خدا نہیں

کرنل محمد اکبر صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کھاریاں اپنے آغازِ جوانی کا ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ایک دن وہ مسجد احمدیہ کھاریاں میں نماز ظہراداکرنے کے لئے گئے۔اس وقت مسجد میں جماعت کے دوبزرگ جو آپس میں بھائی بھی تھے۔ان میں اوّل الذکرمکرم مولوی عبدالرحمان صاحب اپنے برادرِاصغرمکرم سعد الدین صاحب سے محوِگفتگو تھے۔جو کہہ رہے تھے۔سعد الدین،دیکھو میں ایک سکول میں ہیڈ ماسٹرہوں اورمیں نے کفایت کرکے ایک بہت بڑامکان تعمیرکرلیا ہے،لیکن تم انسپکٹر آف سکولز ہواس کے باوجود تم نے کوئی مکان وغیرہ نہیں بنایا ہے۔اگرخدانخواستہ کل آپ کو کچھ ہوگیا توسوچوان معصوم اور بے یارومددگاربچوں کا کیا ہوگا۔اس کے جواب میں مولوی سعدالدین صاحب نے کہا۔ بھائی جان!مجھے تو اللہ تعالیٰ نے صرف ان کا باپ بنایا ہے۔باقی ان کا خالق و مالک اوررازق توخدا ہے۔وہ انشاءاللہ ان کے لئے بہترہی کرے گا۔

اتفاق ایسا ہواکہ مولوی سعدالدین صاحب کچھ عرصہ کے بعدعین جوانی میں ہی اس دارِفانی سے رخصت ہوگئے۔جبکہ ان کے بچے صغرسنی میں ہی تھے۔بظاہران کا کوئی سہارا نہیں تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے انکی تعلیم وتربیت کے لئے اپنی جناب سے ایسےاسباب پیدا فرمادئے۔احباب جماعت کھاریاں اس پرشاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بظاہران لاوارث بچوں کی کیسی دادرسی کی کہ وہ سب ہی دینی ودنیاوی لحاظ سے اعلیٰ مراتب پرفائز ہوئے۔

مسجد احمدیہ کی تعمیر

کھاریاں میں ابتدا سے ہی جماعت احمدیہ کی مسجد تھی جو دراصل مکرم چوہدری رشید الدین صاحب سابق امیر جماعت ضلع گجرات کے بزرگوں کی زمین کا ایک حصہ تھی۔ یہ مسجد مکرم چوہدری رشید الدین صاحب کے گھر کا ایک حصہ ہی تھی۔ مسجد کا ایک دروازہ ان کے گھر میں کھلتا تھا۔

اس مسجد میں احمدیوں کے علاوہ محلہ کے غیر از جماعت لوگ بھی باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ احمدی احباب مسجد میں بائیں جانب اور غیر از جماعت دائیں جانب نماز ادا کرتے تھے۔ نماز جمعہ صرف احمدی ہی ادا کرتے تھے۔

ایک ہی اذان ہوتی تھی۔ نماز مغرب پہلے غیر احمدی ادا کرتے جنکے بعد احمدی۔ نماز کے بعد ہمارا درس ہوتا تھا جس میں احمدیوں کے علاوہ دوسرے دوست بھی بڑے سکون سے درس سنا کرتے تھے۔

محلہ احمدیہ

مسجد کا علاقہ محلہ احمدیہ کہلاتا تھا کیونکہ اس محلہ میں زیادہ تر احمدی احباب رہتے تھے۔ لیکن وقت کے ساتھ یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اب یہاں بھی وَسِّعْ مَکَانَکَ کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ ایک دفعہ خلیفہ رابع رحمہ اللہ خلافت سے قبل کھاریاں تشریف لائے۔ آپؒ نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ یہاں اب بڑی مسجد ہونی چاہیے۔

مسجد کی تحریک

ایک دن مکرم ماسٹر محمود احمد جنجوعہ صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ کہنے لگے کہ کل محکمہ تعلیم کے ادارہ میں ایک میٹنگ ہوئی ہے جس میں کھاریاں میں مزید مدارس کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ جب جگہ کی بات ہوئی تو کسی نے یہ تجویز دی ہے کہ تعلیم الاسلام پرائمری سکول کی جگہ خالی پڑی ہے۔ اسے استعمال کرنا چاہیے۔ یہ جگہ جماعت کے پرائمری سکول کی تھی جسے بوجوہ بند کر دیا گیا تھا۔

میں نے فوری طور اس وقت جماعت کے امیر مکرم کرنل اکبر علی صاحب سے ملاقات کی۔ ان دنوں وہ علیل تھے اور سی ایم ایچ میں داخل تھے۔ میں نے صورتِ حال بتائی اور عرض کی کہ ہمیں فوری قدم اٹھانے کی ضرورت ہے ورنہ یہ جگہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ کرنل صاحب کہنے کہ لگے ٹھیک ہے۔ دیکھ لیں کہ کیا کرنا ہے۔

اس دور میں دو احمدی دوستوں کے اینٹوں کے بھٹے تھے۔ میں ان کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ جسقدر آپ کے پاس اینٹیں موجود ہیں وہ فوری طور پر سکول والے پلاٹ میں پھینک دیں۔ ہمارے پاس اسوقت کوئی رقم نہیں ہے۔ اس کا حساب بعد میں کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ انہوں نے تعاون کیا اور اگلے دنوں میں اینٹیں پہنچ گئیں۔

اس طرح مخالفین کا راستہ بند ہو گیا۔ اس کے بعد جماعت کا ہر فرد تعمیر مسجد کے لئے میدانِ عمل میں آ پہنچا۔

مجھے جلسہ سالانہ قادیان میں ایک سکھ سردار کا بیان کردہ واقعہ یاد آ گیا ہے کہ کہیں کسی کے گھر میں آگ لگ گئی۔ ہر کوئی آگ بجھانے کے لئے پانی لئے اس جانب دوڑ رہا تھا۔ ایک چڑیا بھی اس جانب تیزی سے اڑتی جا رہی تھی۔ اسے کسی نے پوچھا کہ بھئی کہاں جا رہی ہو۔ اس نے بتایا کہ آگ بجھانے کے لئے جا رہی ہوں۔ پوچھنے والے نے ازراہ تضحیک کہا کہ تمہارے ایک قطرہ پانی سے آگ کہاں بجھ سکتی ہے؟ چڑیا نے کہا کہ بات نیت کی ہے۔ کم از کم روزِ محشر میں یہ تو کہہ سکوں گی کہ میں آگ لگانے والوں میں سے نہیں تھی بلکہ آگ بجھانے والوں میں سے تھی۔

دیوانوں کو بس اک آواز چاہیے

کھاریاں شہر میں مسجد تعمیر کرنے کے بارے میں پہلی میٹنگ کی گئی جس میں صرف خدام ہی حاضر تھے۔ خاکسار نے ایک بڑی مسجد کی اہمیت، افادیت اور ضرورت کے بارے میں چند باتیں کیں اور خدام کو وعدے لکھوانے کی تحریک کی۔ سب سے پہلے ایک خادم جو میرے قریب ہی تشریف فرما تھے اور مالی اعتبار سے خاصے مستحکم تھے، میں نے ان سے وعدہ لکھوانے کی تحریک کی۔ انہوں نے ایک بہت ہی معمولی رقم کا وعدہ کیا۔ میں نے خدام سے دوبارہ عرض کی کہ لگتا کہ میں آپ لوگوں کے سامنے موجودہ نازک صورت حال کا نقشہ مناسب الفاظ میں پیش نہیں کر سکا۔ اس لئے ازراہِ کرم ہمیں ٹارگٹ مدِنظر رکھ کر وعدہ کرنا ہو گا۔ اس پر وہ نوجوان کہنے لگا کہ مربّی صاحب! آپ ہی بتا دیں کتنی رقم ادا کروں؟ میں نے کہا کم از کم پانچ ہزار روپے۔ یاد رہے کہ اس زمانہ میں پانچ ہزار روپے خاصی رقم ہوا کرتی تھی۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے۔ میری طرف سے پانچ ہزار روپے کا وعدہ لکھ لیں۔ ان کے بعد بفضلہ تعالیٰ ہر کسی نے ان سے بڑھ کر ہی وعدہ لکھوایا۔ ایک نوجوان مکرم خادم حسین کسانہ صاحب دور بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ مربّی صاحب! آج یہاں ہونے والے سب سے زیادہ وعدہ سے میرا وعدہ چار ہزار روپیہ زائد لکھ لیں۔ پھر بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا۔ تقریباً ایک گھنٹہ کے اجلاس میں ہزار ہا روپے کے وعدے ہوئے اللہ کے فضل سے وقت کے ساتھ احباب جماعت نے بڑی خوشی سے نہ صرف یہ وعدہ جات پورے کئے بلکہ حسبِ ضرورت اپنی توفیق سے بڑھ کر مسجد کی تکمیل میں حصہ لیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مالی قربانی کا سرور

کہتے ہیں کہ ایک انگریز سیر کے لئے پاکستان گیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ سر بازار ایک ریڑھی والا دھی بھلے فروخت کر رہا تھا۔ ایک نوجوان پلیٹ ہاتھ میں تھامے دھی بھلے کھانے میں مصروف تھا۔ مصالحوں کی تیزی کے آثار اس کی حرکات وسکنات اور پیشانی پر پسینہ سے عیاں ہو رہی تھی۔ انگریز اسے دیکھ کر خاصا پریشان ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ شاید اسے کوئی سزا دی جا رہی ہے جو اسے اس تکلیف دہ حالت میں یہ کھانا پڑ رہا ہے۔ جب وہ نوجوان اپنی پلیٹ ختم کر چکا تو اس نے ریڑھی والے کو ایک اور پلیٹ کا آرڈر دیا اور خصوصی مرچ مصالحہ ڈالنے کی درخواست بھی کی۔ اس پر وہ انگریز اپنے آپ پر ضبط نہ کر سکا اور اس نے پوچھا کہ جب تم پہلی پلیٹ کھا رہے تھے تو مجھے تمہاری حالتِ زار پر ترس آ رہا تھا لیکن تم نے تو ایک اور پلیٹ کا آرڈر دے دیا ہے۔ تمہارا یہ عمل میری سمجھ سے بالا ہے۔ نوجوان نے بتایا کہ واقعی دھی بھلے میں مرچ مصالحہ کی زیادتی کے باعث مجھے کافی تکلیف ہو رہی تھی لیکن جو اس کے کھانے سے لطف آتا ہے وہ اس تکلیف سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اکثر احباب ''جان و مال وآبرو حاضر ہیں تیری راہ میں'' پر عملاً بڑی ہی صداقت اور اخلاص سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔ انہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے ایسا لطف آتا ہے کہ انہیں الفاظ کے سانچوں میں ڈھالنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ہم سب نے بنظرِ غائر تجربہ اور مشاہدہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کے افضال واکرام کی بارش ہوتی ہے۔ اور یہ عمل ہر احمدی کو ''علم الیقین'' اور ''عین الیقین'' کے مدارج سے بڑھا کر ''حق الیقین'' کے مقام پر سرفراز کرتا ہے۔

معجزانہ الٰہی تصرف

اللہ تعالیٰ نے معجزانہ فضل فرمادیا۔ چند احمدی سرکاری افسران بھی ادھر آ گئے۔ انہوں نے کاغذات کے حصول میں بہت مدد فرمائی۔ چند ایک احمدی دوست جو بڑے بااثر تھے انہوں نے بھی اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر اپنے تعلقات استعمال کئے جس کے نتیجہ میں بہت سی مشکلات حل ہو گئیں۔ ان چند ایک کے اسماء گرامی کچھ یوں ہیں:

مکرم کرنل اکبر صاحب امیر جماعت، مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب، مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب وکیل، مکرم شیخ محمد اسلم صاحب، مکرم منظور احمد کھوکھر صاحب، مکرم صوبیدار عنایت علی صاحب، مکرم عبد الرزاق صاحب ٹھیکیدار اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور جنت الفردوس میں مقام ارفع واعلیٰ سے نوازے۔ آمین

نئی مسجد کے کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت میں ایک ایسا جوش اور جذبہ پیدا کر دیا تھا کہ آج تک میں حیران ہوتا ہوں کہ کس طرح احباب جماعت کھاریاں کے مرد حضرات کے علاوہ خواتین نے بھی دل کھول کر مالی قربانی کے نمونے پیش کئے۔ یہ وہ دور تھا جب عوام الناس میں شرافت زندہ تھی۔ لوگوں میں باہمی پیار و محبت اور انسانیت کا رشتہ قائم تھا۔ تعصب، کینہ اور عداوت ابھی پوری طرح پروان نہیں چڑھی تھی۔

(باقی آئندہ)

از خالد محمود شرما۔ کینیڈا

گنتی کے چند دن اور امتحانی پرچے

آپ گزشتہ سال دسمبر کے مہینے کے اخبارات، رسائل و جرائد اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ کس طرح ہمارے مصنفین اور کالم نگاروں نے بیچارے سال 2020ء کو بہت کوسا اور برا بھلا کہا ہے۔ ٹائم میگزین نے تو سرورق پر 2020ء لکھ کر درج ذیل سرخی بھی چسپاں کر دی:

“THE WORST YEAR EVER”

خیر! یہ تو دنیا داروں کا تبصرہ تھا مگر ایک مومن تو جس حال میں بھی خدا اس کو رکھے راضی برضا رہتا ہے۔ سالوں کے یوں تیزی سے ہاتھوں سے نکلے جانے پر محسوس ہوتا ہے کہ نہ جانے ان ہاتھوں میں کچھ تھا بھی یا نہیں؟ اور اپنی زندگی کے گزرے ہوئے سال چند دنوں جیسے محسوس ہو رہے ہیں۔ اس سوچ کے آتے ہی فوراً میرا ذہن قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ کی وہ آیت جس میں رمضان المبارک کے ضمن میں آتا ہے کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ یعنی گنتی کے چند دن ہی تو ہیں، کی طرف گیا۔ اگرچہ یہ رمضان المبارک کے مہینے کے لئے آیا ہے مگر غور کیا جائے تو ہم اپنی ساری زندگی کا یہ عنوان باندھ سکتے ہیں۔ اب جب ہم پر یہ حقیقت آشکار ہوگئی ہے کہ ہماری یہ زندگی ”گنتی کے چند دن ہی تو ہیں“ تو کیوں نہ ہم اپنے بقیہ چند دن اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے خوب زور لگائیں، محنتیں کرلیں اور اپنی گزشتہ کوتاہیوں سے استغفار کرتے ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے اپنی باقی ماندہ زندگی میں اعمال صالحہ بجالانے کا مصمم ارادہ باندھیں۔

ایک طالب علم کا امتحان اور ہمارے لئے سبق

مگر المیہ یہ ہے کہ ہر نئے آنے والے سال میں ایسے کتنے ہی ریزولوشن ہم نے بنائے اور پھر انسانی کمزوری غالب آئی اور پھر ہم دوبارہ انہی غفلتوں میں کھوئے گئے۔ یہاں پر مجھے وہ اپنا طالب علم بیٹا یاد آ گیا کہ جب بھی اس کا اسکول کے امتحان کا نتیجہ خراب آتا ہے تو بہت توبہ کرتا ہے اور وعدے کرتا ہے کہ اگلے سیمیسٹر میں شروع سال سے ہی محنت کرے گا۔ بس کسی طرح ابو اس دفعہ راضی ہوجائیں۔ مگر پھر کیا نیا سال آتے ہی دوبارہ پھر پرانی ڈگر پر چل پڑتا ہے۔ پھر ہلکی سی سرزنش پر سنبھل جاتا ہے۔ اسکول والے تو اپنے مارکس اور گریڈ کو بہتر بنانے کا موقعہ بھی دے دیتے ہیں۔ ایسا واقعہ جب بھی میرے ساتھ گزرتا ہے تو مجھے اپنی فکر پڑ جاتی ہے کہ میں بھی تو ہر سال اپنے خدا سے عہد و پیمان باندھتا ہوں مگر پھر دوبارہ انہی غفلتوں میں کھو جاتا ہوں:

قرآن کریم ان حالات کا نقشہ کچھ یوں کھینچتا ہے:

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ

ترجمہ: ”اور وہ اس میں چیخ رہے ہوں گے۔ اے ہمارے رب! ہمیں نکال لے ہم نیک اعمال بجالائیں گے جو ان سے مختلف ہوں گے جو ہم کیا کرتے تھے۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں کوئی نصیحت پکڑنے والا نصیحت پکڑ سکے؟ نیز تمہارے پاس ایک ڈرانے والا بھی آیا تھا۔ پس چکھو (اپنے ظلم کا بدلہ) اور ظلم کرنے والوں کے حق میں کوئی مددگار نہیں۔“

(سورۃ الفاطر: 38)

یہاں قیامت کے دن خدا تعالیٰ کا جواب کیسا برحق ہے کہ تم وہی تو ہو جسے ہم نے لمبی عمر دی اور ہر دن اور سال تم پر جو آیا وہ تمہارے لئے مہلت لے کر آیا کہ اپنی غلطیوں کو سدھارتے اور خدا کی طرف رجوع کرتے۔

پھر فرمایا:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ
لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

ترجمہ: ”یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے لوٹا دیجئے۔ شاید کہ میں اچھے کام کروں اس (دنیا) میں جسے چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو محض ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے۔ اور اُن کے پیچھے ایک روک حائل رہے گی اس دن تک کہ وہ اُٹھائے جائیں گے۔“

(سورۃ المومنون: آیات 100 تا 101)

خدا فرمائے گا کہ تم وہی تو ہو جو پہلے بھی ایسی باتیں کرتے تھے۔ آج اگر ہم عذاب ٹال دیں اور تمہیں واپس لوٹا دیں تو ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ تم پھر دوبارہ وہی حرکتیں کرو گے جو اس سے پہلے کرتے آئے ہو۔ جب امتحان کا وقت ختم ہو جائے اور نتیجہ سننے کا وقت ہو تو ایسی فریاد ہرگز قابل قبول نہیں۔

چنانچہ غفلتوں میں گزرتا ہوا وقت انسان کو بظاہر ایک لامتناہی زندگی کا سفر معلوم ہوتا ہے لیکن جب موت کے کنارے پر پہنچتا ہے تو بے اختیار اس کے دل سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ گنتی کے چند دن ہی تو تھے جو گزر گئے اور ضائع ہو گئے۔ نظر انصاف سے دیکھا جائے تو ہم سب کو اس طالب علم کو دیکھ کر جس کا پرچہ خراب ہوا اپنی فکر کرنی چاہئے۔ مجھے تو اپنے سارے پرچے خراب دکھائی دے رہے ہیں۔ نماز کا بھی، قرآن کا بھی، اہل و عیال کے حقوق کا بھی، حقوق اللہ و حقوق العباد کا بھی، والدین کے حقوق کا بھی، اعمال کا بھی اور خدمت دین کا بھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیونکہ

وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ

ترجمہ: ”اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا مگر کافر لوگ۔“

(سورۃ یوسف: 88)

اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ سلیبس بڑا ہی مشکل اور ممتحن بڑا سخت بھی ہے۔ شدید العقاب ہے۔ نقل کا وہاں کوئی چانس نہیں ہے اور انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

ترجمہ: ”اور یہ کہ انسان کے لئے اُس کے سوا کچھ نہیں جو اُس نے کوشش کی ہو۔“

(سورۃ النجم: 40)

آسان حساب

وہ کون سے خوش نصیب خدا کے بندے ہونگے جن کا حساب آسان لیا جائے گا؟ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا

ترجمہ: ”اے انسان! تجھے ضرور اپنے ربّ کی طرف سخت مشقت کرنے والا بننا ہوگا۔ پس (بہرحال) تُو اُسے رُوبرو ملنے والا ہے۔ پس وہ جسے اُس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو یقیناً اُس کا آسان حساب لیا جائے گا۔“

(سورۃ الانشقاق: آیات 7 تا 9)

ہم تو خدا تعالیٰ سے اس کی رحمت کی یہ امید لگائے بیٹھے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا ہمیں ان لوگوں میں شمار کرے جن کا آسان حساب لیا جائے گا۔ ایک دفعہ خاکسار اپنی فیملی کے ساتھ کینیڈا سے امریکہ جا رہا تھا۔ کچھ پاکستانی مہمان بھی ہمراہ تھے۔ وہاں کچھ ایسا ہی نظارہ دیکھنے کو ملا۔ جب ہم امریکہ بارڈر پر پہنچے تو امیگریشن آفیسر نے ہمارے کینیڈین پاسپورٹ سرسری دیکھ کر معمول کی کارروائی کے بعد ہمیں واپس لوٹا دئے اور امریکہ داخلہ کی اجازت دے دی۔ مگر ہمارے پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں کے پاسپورٹ اچھی طرح چھان بین کرنے کے لئے نہ صرف رکھ لئے بلکہ علیحدہ کمرے میں لے جاکر انٹرویو بھی لیا۔ تو یہ بھی ایک طرح کا حساب ہی تو تھا۔ ایک سرسری اور آسان اور دوسرا مشکل۔ ملک کے بارڈر بھی کوئی بغیر حساب کے کراس نہیں کرسکتا۔

خدا تعالیٰ کے حساب میں بھی سارے نیک اور بد شامل ہونگے۔ کسی کا حساب آسان ہوگا اور کسی کا مشکل۔

جیسا کے جمعہ کی نماز میں تلاوت کی جانے والی سورۃ الغاشیہ میں بیان ہے:

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ

ترجمہ: ”یقیناً ہماری طرف ہی اُن کا لوٹنا ہے۔ پھر یقیناً ہم پر ہی اُن کا حساب ہے۔“

(سورۃ الغاشیہ: آیات 26 تا 27)

ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد ﷺ خود بھی تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرا حساب آسان کردے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ متعجب رہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے

آسان حساب کی کیوں باتیں کرتے ہیں۔آپ ﷺ تو بے حساب بخشے جانے والے وجود ہیں۔چنانچہ مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بعض نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔

اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اے میرے اللہ مجھ سے آسان حساب کرنا۔تو میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی حِسَابًا یَّسِیْرًا سے کیا مراد ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جس کا اعمال نامہ سرسری نظر سے دیکھا گیا۔کیوں کہ اے عائشہ! اس دن جس کے حساب میں پوچھ گچھ کی جائے گی وہ تو ہلاک ہو جائے گا۔
(مسند احمد)

عمل کا گھر

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی اس قدر فکر تھی کہ وہ صرف دنیاداری میں مبتلا نہ ہو جائے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری امت خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائے گی۔اور دنیاوی توقعات کے لیے چوڑے منصوبے بنانے میں لگ جائے گی۔تو اس خواہش نفس کی پیروی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ حق سے دور جا پڑے گی۔اور دنیا سازی کے منصوبے آخرت سے غافل کر دیں گے۔اے لوگو! یہ دنیا رخت سفر باندھ چکی ہے اور جا رہی ہے اور آخرت بھی آنے کے لئے تیاری پکڑ چکی ہے۔اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ غلام اور بندے ہیں۔پس اگر تم میں استطاعت ہو کہ دنیا کے بندے نہ بنو تو ضرور ایسا کرو۔تم اس وقت عمل کے گھر میں ہو اور ابھی حساب کا وقت نہیں آیا مگر کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے اور وہاں کوئی عمل نہیں ہو گا۔

یہ تنبیہ کی ہے۔یہ مطلب نہیں کہ اگر استطاعت ہے تم دنیا کے بندے بن جاؤ۔یہ وارننگ ہے کہ تم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ دنیاداری کے دھندوں میں خدا کو بھول جاؤ۔اگر خدا کو بھول گئے تو اس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی یہاں نہیں ملے گی تو اگلے جہان میں ملے گی۔سوچو اور غور کرو کیا تم خدا تعالیٰ کی سزا کو سہہ سکتے ہو۔یقیناً ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کرسکتا۔جو یہ کہہ سکے کہ ہاں میں سہہ سکتا ہوں۔فرمایا کہ اس لئے زندگی کے جو چند دن ہیں ان میں خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچو، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آگے جھکنے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7مئی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حرف آخر

خدا سے التجا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں اس خراب پرچہ کرنے والے طالب علم کی طرح یہ نہ کہنا پڑے کہ ایک بار ہمیں دنیا میں واپس لوٹا دے تا کہ ہم نیک اعمال بجالائیں اور تیرے احکامات پر عمل کریں بلکہ اے ہمارے رب ہمیں (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) اسی امتحان کے کمرہ میں اچھے پرچے کرنے کا موقعہ ’’الدنیا مزرعۃ الآخرۃ‘‘

دے دینا تا کہ ہم اچھے نمبروں سے پاس ہو کر آسان حساب کے لائق ٹھہریں۔آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

زمانے میں بھی ایسی عورتیں ہیں جو بے دریغ خرچ کرتی ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ نے بھی کئی مثالیں دی ہیں۔خلافت ثالثہ میں بھی کئی مثالیں ہیں۔خلافت رابعہ میں بھی کئی مثالیں ملتی ہیں۔اب بھی کئی عورتیں ہیں جو قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں، اپنے زیور اتار کر دے دیتی ہیں۔تو جب تک عورتوں میں مالی قربانی کا احساس برقرار رہے گا اس وقت تک ان شاء اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والی نسلیں بھی جماعت احمدیہ میں پیدا ہوتی رہیں گی۔

یہ جو میں بار بار زور دیتا ہوں کہ نومبائعین کو بھی مالی نظام کا حصہ بنائیں یہ اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے بڑا ضروری ہے کہ جب اس طرح بڑی تعداد میں نومبائعین آئیں گے تو موجودہ قربانیاں کرنے والے کہیں اس تعداد میں گم ہی نہ ہو جائیں اور بجائے ان کی تربیت کرنے کے ان کے زیر اثر نہ آ جائیں۔اس لئے نومبائعین کو بہرحال قربانیوں کی عادت ڈالنی پڑے گی اور نومبائع صرف تین سال کے لئے ہے۔تین سال کے بعد بہرحال اُسے جماعت کا ایک حصہ بننا چاہئے۔خاص طور پر نئی آنے والی عورتوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 6 جنوری 2006ء بحوالہ الاسلام)

آج کی دعا

لَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ

(سورۃ یوسف:88)

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔یقیناً اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا مگر کافر لوگ۔

ان فقرات سے حضرت یعقوبؑ کا خدا تعالیٰ کی رحمت پر یقین کا اظہار ہوتا ہے۔آپ نے ایسی پیاری بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں ان فقرات کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا ہے۔ اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کی جدائی کا غم آپ کبھی نہ بھولے تھے۔جب آپؑ کے بیٹوں نے اپنے بھائی بنیامین کے بارے میں بتایا کہ کیسے اس کو بادشاہ نے چوری کے الزام میں روک لیا ہے تو آپؑ کو تو چونکہ پہلے ہی حضرت یوسفؑ کے واقعہ اور بنیامین کے نیک ہونے کا علم تھا اور یہ بھی علم تھا کہ بیٹا چوری نہیں کرسکتا۔آپؑ نے اپنے ان اطلاع دینے والے بیٹوں سے کہا کہ جاؤ اور انہیں ڈھونڈو ساتھ ہی آپؑ نے مندرجہ بالا نصیحت کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کی یہ دعا لَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ دو مرتبہ الہام ہوئی (19اکتوبر 1892ء اور 18مارچ 1905ء)

آپؑ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کا درس دیتے ہوئے اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے دعا کرتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار
ہم نے یہ مانا کہ ان کے دل ہیں پتھر ہوگئے
پھر بھی پتھر سے نکل سکتی ہے دیں داری کی نار
کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
آیت لَا تَایۡـَٔسُوۡا رکھتی ہے دل کو اُستوار
پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رب ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

عظمیٰ ربانی ۔ یو کے

یاد رفتگاں

مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب مرحوم مربی سلسلہ کی یاد میں

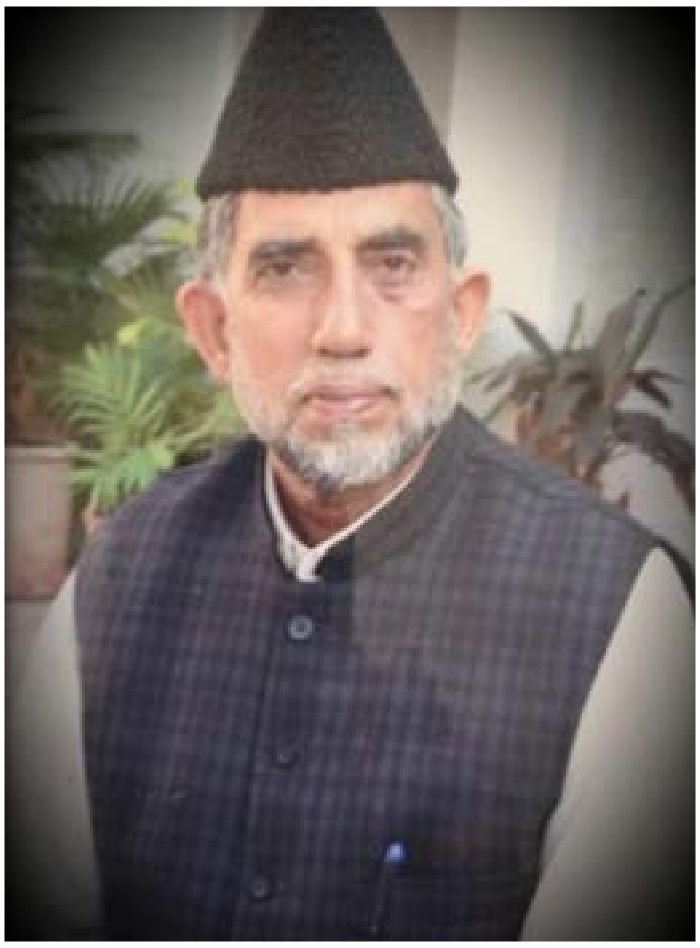

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے جانثار عطا فرمائے جنہوں نے عشقِ الٰہی اور اطاعت رسول میں فنا ہو کر دین کی راہ میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ خلافت سے محبت اور کامل اطاعت نے ان کی ہستیوں کو جگمگا دیا۔ انہیں جانثاروں میں ایک محترم و مکرم مولانا محمد اعظم صاحب اکسیر مرحوم بھی تھے۔ آپکے خاندان میں احمدیت کا پودا 1909ء میں آپ کے دادا جان محترم محمد رمضان صادق صاحب کے ذریعے لگا۔ آپ کے نانا جان حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب جلالپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامعہ احمدیہ کے پروفیسر اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کےصحابہ میں سے تھے۔ آپ کی ولادت 4اکتوبر 1940ء میں ہوئی۔ شاہد کی ڈگری 1969 میں اور مولوی فاضل 1971 میں پاس کیا۔ بطور مربی سلسلہ انچارج ضلع نارووال، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ اور فیصل آباد میں مقیم رہے۔ بے شمار مناظروں میں شرکت کی۔ انگریزی ترجمہ قرآن کریم کی طباعت اور پنجابی ترجمہ قرآن مجید کی تیاری میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ اندرونِ ملک اور بیرون ملک مختلف رسائل میں بیشمار مضامین لکھے۔ مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پانے کے بعد آپ بطور نگران متخصّصین تحریک جدید ربوہ کے خدمت سر انجام دے رہے تھے۔

90 کی دہائی میں آپ ایم۔ٹی۔اے پر صحابہ کرامؓ کے بارے میں پروگرام پیش کیا کرتے تھے۔ اندازِ بیان نہایت سادہ اور دلچسپ تھا کہ آخر تک دلچسپی برقرار رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان میں بہت روانی اور سلاست عطا کی تھی۔

میری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ نہ صرف خلیفہ وقت سے ملاقات اور خطوط کے ذریعے اپنا اور بچوں کا ذاتی تعلق قائم کیا جائے بلکہ ''صحبتِ صالح ترا صالح کند'' کو مدّنظر رکھتے ہوئے بزرگانِ جماعت سے بھی بچوں کی ملاقات کروائی جائے اور ان کی نیک صحبت سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

جلسہ سالانہ جرمنی 2002 کے موقع پر میرے میاں اور بڑا بیٹا آپ سے ملاقات کرنے گئے مگر آپ کی مصروفیت کے باعث ملاقات نہ ہوسکی جس پر آپ کے نام ایک خط چھوڑ آئے۔ کچھ عرصے کے بعد پاکستان سے آپ کا دعاؤں بھرا خط موصول ہوا اور یوں آپ سے پیار و شفقت کے تعلق کا آغاز ہوا ۔

آپ کی شخصیت کی نمایاں خوبی اللہ تعالیٰ سے محبت اور عاجزی و انکساری تھی۔ آپ گفتگو کے آغاز اور اختتام پر ٹھہر ٹھہر کر مکمل سلام کیا کرتے جو کہ نہایت خوشی کا باعث ہوتا۔ بچوں سے بہت پیار سے بات کرتے حال احوال پوچھتے اور بے شمار دعائیں دیتے۔ بچوں کی تربیت کے سلسلے میں بڑے طریقے سے سمجھاتے۔ ایک دفعہ میرے ذکر کرنے پر کہ میرا بیٹا قرآن کریم کا نسخہ جو کہ گجراتی زبان میں ہے خرید کر لایا ہے حالانکہ گجراتی زبان پڑھنی نہیں آتی۔ آپ نے نہایت شفقت سے مجھے سمجھایا کہ فکر نہ کریں میرے دادا جان مرحوم کی بھی بہت کتابیں ایسی تھیں جو کہ انہوں نے خرید یں تھیں ان کی وفات کے بعد ہم نے کھولیں حتیّٰ کہ ان کے صفحے بھی آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ سمجھانے کا مطلب یہ تھا کہ یہ سب ضائع نہیں جائے گا بلکہ وقت آنے پر بہت اچھا استعمال ہو گا۔ بچوں سے گاہے بگاہے آپ کی بات کروائی رہتی تھی۔ آپ کے ہر جملے میں خدا تعالیٰ سے محبت اور حسن ظنّی کا جلوہ نظر آتا تھا۔ میری کسی بات پر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ تو ذرّہ نواز ہے جو انسان کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

قادیان جلسہ سالانہ پر جب تشریف لے جاتے تو جلسہ کے اختتام پر قادیان سے فون کرتے، کامیاب جلسہ کی مبارک دیتے اور بتاتے کہ میں نے آپ سب کو دعاؤں میں یاد رکھا ہے۔ ہمارے لئے یہ بہت خوشی کی بات ہوتی کہ قادیان کی بابرکت بستی سے ہمیں فون آیا ہے۔ درویش قادیان کا ذکر بہت محبت سے کیا کرتے تھے۔ فون پر آپ کی آواز سن کر بہت خوشی ہوتی۔ جماعت کی بزرگ ہستی ہونے کے باوجود کبھی آپ کے رویے سے بڑائی کا اظہار نہیں ہوا۔ بڑے پیار سے بات سنتے جب تک ہماری تسلی نہ ہو جاتی آپ فون بند نہ کرتے اور پورا وقت دیتے بعض دفعہ اپنی اہلیہ سے بھی بات کرواتے۔ آپ کی طبیعت میں مزاح کا عنصر بھی تھا۔

2014 میں میرے میاں اور بیٹے آپ سے ربوہ میں ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوئے تو بہت محبت سے بیٹے کو اپنے پاس بٹھایا۔ دورانِ ملاقات آپ نے اپنے دادا جان محترم محمد رمضان صادق صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید کا ایک نسخہ دکھایا اور بتایا کہ میں جماعتی کام سے کسی گاؤں میں گیا ہوا تھا۔ احمدیہ مسجد کی الماری دیکھ رہا تھا کہ وہاں یہ نسخہ مل گیا جو خود انھوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا۔ میرے بیٹے نے بتایا کہ نہایت خوبصورت تحریر تھی۔ پھر فرمانے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ مجھ جیسے عاجز انسان کو اس جگہ پر بٹھایا ہے۔ آپ سائیکل پر دفتر آیا جایا کرتے تھے۔ گھر جاتے ہوئے اپنی سائیکل کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ میری گاڑی ہے۔

آپ کو تعبیر الرؤیا کا بھی ملکہ حاصل تھا۔ جب کوئی خواب بتاتی تو نہایت فراست سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ تعبیر الرؤیا کے بارے میں آپ کی کتاب اسلامی لٹریچر میں ایک مفید اضافہ ہے۔

اپنے اہل خانہ کے ساتھ بھی بہت پیار و محبت کا تعلق تھا۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی آواز میں بہت خوشی ہوتی۔

مکرم عمران احمد صاحب (واقفِ زندگی) جو آپ کے ساتھ تحریک جدید میں کام کیا کرتے تھے وفات سے ایک دن قبل عیادت کے لئے جب ہسپتال تشریف لے گئے تو آپ نے انہیں فرمایا کہ آج میری طبیعت ٹھیک ہے۔ کل چھٹی مل جائے گی پرسوں میں کام پر آ جاؤں گا۔ جماعت کی خدمت کا انتہا جذبہ و جنون تھا۔ آخری بیماری کے دوران ہسپتال سے فون کر کے آپ نے اپنی خیریت بتائی تا کہ ہم پریشان نہ ہوں۔ آپ نے ایک بار فرمایا کہ جب انسان بیمار ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔

اسی بیماری کے دوران 25 مئی 2016ء کو آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

12فروری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:36	18:17
مدینہ منورہ	05:38	18:15
قادیان	05:51	18:12
ربوہ	05:31	17:52
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:52	17:14